پاکستان کی جامعات میں فہم قرآن کی تدریس: حکومتی پالیسی، نفاذ اور فوائد

Teaching of Understanding the Holy Quran in Pakistani Universities: Government Policy, Implementation and Benefits

Dr. Waleed Khan
Lecturer, Institute of Arabic & Islamic Studies,
Govt College Women University Sialkot, Pakistan
Email: waleedkhan764110.wk@gmail.com
Sana Maryam
Muslim Youth (MY) University Islamabad
Email: sanawaleed799@gmail.com
Dr Sheraz Akhtar
International Islamic University Islamabad
Email: sherazwaseemiiui@gmail.com

Abstract
The teaching of the Holy Quran at the university level has gained particular importance in Pakistan because higher education is not only expected to provide professional knowledge but also to contribute to the moral and intellectual development of students. In this context, the Higher Education Commission introduced a new policy in 2025 under which Understanding of Holy Quran-I and Understanding of Holy Quran-II were included as one-credit-hour courses for Muslim students in undergraduate and graduate programmes. The policy was introduced for implementation from Fall 2025 and replaced the earlier arrangement under which Quran education was offered as a compulsory non-credit course. The present study examines the background of this policy, its curriculum structure, implementation in Pakistani universities, faculty training and its possible educational and social benefits. It also discusses the practical issues involved in effective classroom teaching, including differences in students' educational backgrounds, availability of trained teachers and the need for appropriate teaching methods. The study argues that the real success of the policy depends not simply on the inclusion of the courses in university curricula but on whether students are actually able to understand the basic meaning and message of the Quran. The study concludes that meaningful Quran education at university level can contribute to students' moral development, intellectual awareness, social responsibility and better understanding of their religious tradition.

Keywords: Holy Quran, Understanding of Quran, Higher Education, HEC Policy, Pakistani Universities, Quranic Education, Islamic Studies, Moral Development

تمہید

قرآن مجید مسلمانوں کی زندگی میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ مسلمان اس کی تلاوت کرتے ہیں، اس کی آیات نماز میں پڑھتے ہیں اور اپنی دینی زندگی میں اس سے رہنمائی لیتے ہیں۔ لیکن قرآن سے اصل فائدہ اس وقت زیادہ حاصل ہوتا ہے جب اس کے الفاظ کے ساتھ اس کے مفہوم کو بھی سمجھا جائے اور اس کی تعلیمات کو زندگی کے مختلف معاملات میں جگہ دی جائے۔

قرآن مجید خود غور و فکر کی دعوت دیتا ہے :كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ

"یہ ایک بابرکت کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی، تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور کریں۔[2] "

ایک اور مقام پر فرمایا:

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ : کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟[3] "

ان آیات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ قرآن کا تعلق صرف تلاوت سے نہیں بلکہ سمجھنے اور غور کرنے سے بھی ہے۔ اسی وجہ سے یونیورسٹی کے طلبہ کے لیے قرآن فہمی کی باقاعدہ تعلیم کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ یونیورسٹی کا طالب علم عام طور پر اس عمر میں ہوتا ہے جب وہ اپنی زندگی کے اہم فیصلے کرنے کے قریب ہوتا ہے۔ وہ کسی پیشے کا انتخاب کرتا ہے، معاشرتی تعلقات بناتا ہے، اپنے مستقبل کے بارے میں سوچتا ہے اور مختلف خیالات و نظریات سے واقف ہوتا ہے۔ اس مرحلے پر اگر اسے قرآن کی تعلیم صرف نصابی معلومات کے طور پر نہیں بلکہ زندگی کو سمجھنے کے ایک ذریعے کے طور پر ملے تو اس کے اثرات زیادہ گہرے ہوسکتے ہیں۔ پاکستان میں اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے قرآن فہمی کو اعلیٰ تعلیم کے نظام میں باقاعدہ جگہ دینے کی کوشش کی گئی۔ HEC کی 2025ء کی پالیسی اسی سلسلے کی ایک نمایاں پیش رفت ہے۔ اس پالیسی کے تحت قرآن فہمی کو عام تعلیمی نصاب کا حصہ بنایا گیا ہے تاکہ مختلف شعبوں کے طلبہ بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔]4[

قرآن فہمی اور اعلیٰ تعلیم کی ضرورت

ہمارے تعلیمی نظام میں قرآن کی تعلیم بالکل نئی بات نہیں۔ اسکول اور کالج کی سطح پر اسلامیات اور قرآن مجید سے متعلق مختلف مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ بہت سے طلبہ کے لیے قرآن کا باقاعدہ مطالعہ

کالج کے بعد کم ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف یونیورسٹی میں آنے کے بعد ان کے سامنے علم اور معلومات کی ایک بہت وسیع دنیا کھل جاتی ہے۔ اس مرحلے پر طالب علم کو مختلف نظریات، فکری رجحانات اور معاشرتی مسائل کا سامنا ہوتا ہے۔ وہ سوشل میڈیا، انٹرنیٹ، مختلف کتابوں اور ذرائع ابلاغ سے روزانہ نئی معلومات حاصل کرتا ہے۔ اگر اس کے پاس اپنی دینی اور اخلاقی بنیاد مضبوط نہ ہو تو ہر نئی بات اس کے لیے الجھن پیدا کر سکتی ہے۔ قرآن فہمی ایسے ماحول میں ایک بنیادی رہنمائی فراہم کر سکتی ہے۔ قرآن انسان کو سچائی، عدل، امانت، صبر، برداشت، ذمہ داری، والدین کے احترام اور دوسروں کے حقوق کا شعور دیتا ہے۔ اس لیے یونیورسٹی میں قرآن فہمی کی تعلیم کا تعلق صرف مذہبی معلومات سے نہیں بلکہ طالب علم کی مجموعی شخصیت سے بھی ہے۔ یہ بات بھی اہم ہے کہ ہر طالب علم عالم دین نہیں بننا چاہتا اور نہ ہر طالب علم اسلامیات پڑھتا ہے۔ ایک انجینئر، ڈاکٹر، وکیل، کمپیوٹر سائنس کے طالب علم یا کاروباری طالب علم کو بھی اپنے اخلاقی فیصلوں اور معاشرتی ذمہ داریوں کے لیے رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ فہمِ قرآن اس ضرورت کے ایک حصے کو پورا کر سکتا ہے۔

HEC کی 2025ء کی پالیسی

ہائر ایجوکیشن کمیشن نے 2025ء میں فہمِ قرآن کو اعلیٰ تعلیم کے باقاعدہ نظام میں شامل کرنے کی پالیسی جاری کی۔ اس پالیسی کے تحت HEC سے تسلیم شدہ جامعات اور ڈگری ایوارڈنگ اداروں کو مسلم طلبہ کے لیے "Understanding of Holy Quran-I / Fehm-e-Quran-I" اور "Understanding of Holy Quran-II / Fehm-e-Quran-II" کے دو کورس شامل کرنے کی ہدایت دی گئی۔ ہر کورس ایک کریڈٹ آور کا ہے اور دونوں مل کر دو کریڈٹ آور بنتے ہیں۔ ان کورسز کو انڈر گریجویٹ اور گریجویٹ سطح کے پروگراموں میں شامل کیا گیا ہے۔[5]

HEC کے مطابق یہ کورس عمومی تعلیم کے حصے میں شامل ہیں۔ انڈر گریجویٹ سطح پر ان دونوں کورسز کے شامل ہونے سے جنرل ایجوکیشن کے کریڈٹ آورز میں دو کریڈٹ کا اضافہ ہوا اور ڈگری کی مجموعی کریڈٹ ضرورت میں بھی اسی حساب سے تبدیلی کی گئی۔[6]

یہ بات اس پالیسی کی اہمیت کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اب فہمِ قرآن محض کوئی اضافی سرگرمی نہیں بلکہ باقاعدہ نصاب کا حصہ ہے۔ طالب علم اس مضمون کو پڑھتا ہے، اس کی کلاس ہوتی ہے، اس کا تعلیمی ریکارڈ بنتا ہے اور وہ اپنی ڈگری مکمل کرنے کے لیے اسے پاس کرتا ہے۔

2023ء سے 2025ء تک تبدیلی

فہمِ قرآن سے متعلق موجودہ پالیسی کو سمجھنے کے لیے 2023ء کی ہدایت کو بھی دیکھنا ضروری ہے۔

2023ء میں قرآن مجید سے متعلق ایک لازمی مگر غیر کریڈٹ کورس رکھنے کی ہدایت سامنے آئی تھی۔ اس انتظام میں طالب علم کو مضمون پڑھنا تو تھا لیکن اسے باقاعدہ کریڈٹ آور کی صورت حاصل نہیں ہوتی تھی۔

2025ء میں صورتِ حال بدل گئی۔ اب دو الگ کورس متعارف کرائے گئے اور ہر کورس کو ایک کریڈٹ آور دیا گیا۔ اس تبدیلی نے قرآن فہمی کو یونیورسٹی کے باقاعدہ نصاب کا حصہ بنا دیا۔ HEC کی موجودہ معلومات میں 2025ء کی پالیسی کو اسی تبدیلی کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔[7]

اس تبدیلی سے ایک اور بات سامنے آتی ہے۔ جب کوئی مضمون کریڈٹ کورس بن جاتا ہے تو اس کے لیے نصاب، تدریسی منصوبہ، استاد، امتحان اور نتائج کا پورا نظام قائم کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح فہمِ قرآن کو پہلے کے مقابلے میں زیادہ سنجیدہ تعلیمی حیثیت حاصل ہو گئی۔

فہمِ قرآن کے ماڈل کورس کی نوعیت

HEC نے فہمِ قرآن کے لیے ماڈل کورس بھی تیار کیا ہے۔ پہلے کورس میں قرآن کے بنیادی الفاظ، عام تراکیب، جملوں اور قرآن کے بنیادی لسانی انداز سے طلبہ کو واقف کرانے پر توجہ دی گئی ہے۔ ماڈل کورس کے مطابق ایک کریڈٹ آور کے اس کورس میں 15 سے 16 ہفتوں کی تدریس اور تقریباً 45 سے 48 رابطہ گھنٹوں کی ترتیب رکھی گئی ہے۔[8]

اس کورس میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ طالب علم صرف ترجمہ سننے والا نہ رہے بلکہ قرآن کے بعض بنیادی الفاظ اور جملوں کو خود سمجھنے کی صلاحیت بھی پیدا کرے۔ اسی مقصد کے لیے الفاظ، ضمائر، جمع کی صورتیں، مختلف تراکیب اور جملوں کے انداز شامل کیے گئے ہیں۔[9]

دوسرے کورس میں اس ابتدائی صلاحیت کو مزید آگے بڑھانے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ طالب علم نسبتاً لمبی آیات اور قرآنی جملوں کو بہتر طور پر سمجھ سکے۔ اس طرح دونوں کورس ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں اور پہلے کورس کے بعد دوسرے کورس میں مزید فہم پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ HEC کا ماڈل کورس صرف کتاب پر منحصر نہیں۔ اس کے ساتھ تدریسی ویڈیوز، سوالات، مختصر مشقیں اور دوسرے معاون مواد کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔[10]

قرآن فہمی اور صرف ترجمہ میں فرق

فہمِ قرآن اور صرف ترجمہ پڑھ لینے میں فرق ہے۔ ترجمہ انسان کو آیت کا مطلب سمجھا دیتا ہے، لیکن فہمِ قرآن کا مقصد اس سے کچھ آگے ہے۔ طالب علم اگر بنیادی قرآنی الفاظ، جملے اور انداز کو پہچاننا سیکھ جائے تو وہ قرآن کی آیات کو زیادہ براہِ راست سمجھنے کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ اسی وجہ سے HEC کے ماڈل کورس میں بنیادی عربی ساخت اور الفاظ پر بھی توجہ دی گئی ہے۔ اس طرح طالب علم ہر آیت کے لیے فوراً کسی دوسرے شخص پر منحصر نہیں رہتا بلکہ قرآن کے بعض بنیادی الفاظ کو خود پہچاننے لگتا ہے۔[11]

یہ طریقہ خاص طور پر ان طلبہ کے لیے مفید ہو سکتا ہے جن کا تعلق عربی یا اسلامیات کے شعبے سے نہیں۔ وہ کم از کم اتنی صلاحیت ضرور حاصل کر سکتے ہیں کہ قرآن کے عام الفاظ اور مختصر جملوں کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

جامعات میں عملی نفاذ

کسی بھی پالیسی کی اصل آزمائش اس کے عملی نفاذ میں ہوتی ہے۔ فہمِ قرآن کے معاملے میں بھی یہ بات اہم ہے کہ یونیورسٹی صرف مضمون کا نام نصاب میں شامل نہ کرے بلکہ اسے صحیح طریقے سے پڑھائے بھی۔

2025ء سے اس پالیسی کے نفاذ کے لیے HEC کے نیشنل اکیڈمی آف ہائر ایجوکیشن نے جامعات کے اساتذہ کے لیے تربیتی پروگرام شروع کیے۔ ابتدا میں مختلف علاقوں میں تربیتی نشستیں اور ورکشاپس منعقد کی گئیں تاکہ اساتذہ کو کورس کے مقاصد اور تدریسی طریقے سے واقف کرایا جا سکے۔[12]

یہ کوشش آگے بھی جاری رہی۔ HEC کے مطابق 3 اپریل 2026ء تک ملک کی 267 فعال جامعات میں سے 229 جامعات کے اساتذہ کو فہمِ قرآن کی تربیت فراہم کی جا چکی تھی، جو تقریباً 85.7 فیصد بنتی ہے۔ پنجاب میں 97 جامعات میں سے 92 جامعات تک تربیتی عمل پہنچنے کی اطلاع دی گئی، جو تقریباً 94.8 فیصد بنتی ہے۔[13]

یہ اعداد اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ پالیسی صرف کاغذی سطح پر نہیں رہی بلکہ اس کے نفاذ کے لیے ملک گیر سطح پر عملی تیاری بھی کی گئی ہے۔ تاہم اصل کامیابی کا فیصلہ صرف تربیت یافتہ جامعات کی تعداد سے نہیں ہو گا بلکہ اس بات سے ہو گا کہ کلاس روم میں طلبہ واقعی قرآن کو سمجھنے لگے یا نہیں۔

اساتذہ کی تربیت کی اہمیت

فہمِ قرآن پڑھانے کے لیے اچھے استاد کی ضرورت سب سے بنیادی چیزوں میں سے ہے۔ قرآن کا ترجمہ پڑھا دینا نسبتاً آسان ہے، لیکن کسی ایسے طالب علم کو قرآن کے بنیادی الفاظ، جملوں اور مفہوم کے ساتھ جوڑنا جو عربی سے واقف نہیں، ایک الگ تدریسی صلاحیت چاہتا ہے۔ اسی لیے HEC نے اس پالیسی کے ساتھ اساتذہ کی

تربیت پر بھی توجہ دی۔ مختلف علاقوں میں فیکلٹی تربیتی پروگرام منعقد کیے گئے اور اسلامیات و عربی کے اساتذہ کو خاص طور پر اس کورس کے لیے تیار کیا گیا۔[14]

یہ تربیت اس لیے بھی اہم ہے کہ تمام جامعات میں طلبہ کا پس منظر ایک جیسا نہیں ہوتا۔ بعض طلبہ مدرسے یا عربی تعلیم سے گزر کر آتے ہیں جبکہ بعض کو عربی کے بنیادی الفاظ بھی معلوم نہیں ہوتے۔ اچھا استاد دونوں طبقات کو ساتھ لے کر چل سکتا ہے۔

قرآن فہمی کی تدریس کا بہتر انداز

فہمِ قرآن کی کلاس صرف لیکچر سنانے تک محدود نہیں ہونی چاہیے۔ اگر استاد پوری کلاس میں صرف خود بولتا رہے اور طلبہ صرف سنتے رہیں تو کچھ معلومات تو حاصل ہو جائیں گی، لیکن قرآن فہمی کی عملی صلاحیت شاید پیدا نہ ہو۔ زیادہ بہتر طریقہ یہ ہے کہ استاد پہلے چند بنیادی الفاظ سمجھائے، پھر آیت یا جملے کی ساخت بتائے اور اس کے بعد طلبہ سے خود معنی سمجھنے کی مشق کرائے۔ ایک ہی لفظ مختلف آیات میں کہاں کہاں آیا ہے، اس کا مطلب کیا ہے اور جملے میں اس کا کیا کردار ہے، یہ باتیں طلبہ سے خود دریافت کروائی جا سکتی ہیں۔ اس انداز میں طالب علم صرف جواب سننے والا نہیں رہتا بلکہ سیکھنے کے عمل میں شامل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح قرآن کی آیات کو زندگی کے مسائل سے جوڑنا بھی ضروری ہے۔ اگر عدل کے بارے میں آیت پڑھی جائے تو طلبہ سے پوچھا جا سکتا ہے کہ یونیورسٹی کی زندگی میں عدل کا کیا مطلب ہے۔ اگر امانت کی بات ہو تو اسے تعلیمی دیانت اور امتحان میں نقل سے جوڑا جا سکتا ہے۔ اس طرح قرآن کتاب سے نکل کر زندگی کا حصہ بننے لگتا ہے۔

فہمِ قرآن اور اخلاقی تربیت

یونیورسٹی میں فہمِ قرآن کی سب سے اہم افادیت اخلاقی تربیت ہو سکتی ہے۔ قرآن انسان کو سچائی، امانت، انصاف، صبر، برداشت، والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور معاشرتی ذمہ داری کی تعلیم دیتا ہے۔

مثلاً قرآن کہتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ

"بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔[8]"

یہ صرف ایک دینی جملہ نہیں بلکہ ایک مکمل اخلاقی اصول ہے۔ ایک یونیورسٹی کا طالب علم اسے اپنی تعلیم، دوستی، اختلاف اور مستقبل کی پیشہ ورانہ زندگی میں بھی استعمال کر سکتا ہے۔ اسی طرح قرآن جھوٹ، خیانت، ظلم،

تکبر، غیبت اور دوسروں کے حقوق پامال کرنے سے روکتا ہے۔ اگر طالب علم ان تعلیمات کو سمجھ کر اپنی عملی زندگی میں جگہ دے تو فہمِ قرآن کی تعلیم کا اثر کلاس روم سے باہر بھی نظر آسکتا ہے۔

فہمِ قرآن اور فکری تربیت

موجودہ زمانے میں یونیورسٹی کا طالب علم مختلف نظریات سے واسطہ رکھتا ہے۔ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا نے معلومات کے حصول کو بہت آسان کر دیا ہے، لیکن ہر معلومات درست نہیں ہوتی۔ ایسے ماحول میں نوجوان کو سوچنے اور بات کو پرکھنے کی صلاحیت کی ضرورت ہے۔ قرآن مجید بار بار غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ اس لیے قرآن فہمی محض مذہبی معلومات دینے کے بجائے طالب علم کے اندر سوال کرنے اور سوچنے کی عادت بھی پیدا کر سکتی ہے۔ یہ بات بھی اہم ہے کہ قرآن کو سمجھنے کا مطلب یہ نہیں کہ طالب علم ہر مسئلے کا فیصلہ خود کرنے لگے۔ بلکہ اسے یہ سیکھنا چاہیے کہ قرآن کو سمجھنے کے لیے زبان، سیاق، تفسیر اور معتبر علمی روایت کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح فہمِ قرآن طالب علم میں سنجیدگی اور علمی احتیاط بھی پیدا کر سکتا ہے۔

فہمِ قرآن اور معاشرتی ذمہ داری

قرآن مجید کی تعلیم فرد تک محدود نہیں۔ اس میں معاشرے کے مختلف طبقات کے حقوق بھی بیان ہوئے ہیں۔ والدین، یتیم، مسکین، پڑوسی، کمزور اور ضرورت مند سب کے حقوق قرآن کی تعلیمات میں موجود ہیں۔ یونیورسٹی کا طالب علم جب ان تعلیمات کو سمجھتا ہے تو اس کے اندر یہ احساس پیدا ہو سکتا ہے کہ وہ صرف اپنی ذات کے لیے نہیں بلکہ معاشرے کے لیے بھی ذمہ دار ہے۔

یہ چیز خاص طور پر ان طلبہ کے لیے اہم ہے جو مستقبل میں معاشرے کے مختلف شعبوں میں اہم ذمہ داریاں سنبھالیں گے۔ ڈاکٹر کا رویہ، استاد کا کردار، وکیل کی دیانت، سرکاری افسر کی امانت اور کاروباری شخص کی سچائی سب معاشرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

فہمِ قرآن ان شعبوں کے طلبہ کو براہِ راست پیشہ ورانہ تربیت نہیں دیتا، لیکن وہ ان کے اخلاقی فیصلوں کے لیے ایک بنیاد فراہم کر سکتا ہے۔

فہمِ قرآن اور طلبہ کی دینی زندگی

قرآن فہمی کا ایک فوری فائدہ یہ بھی ہے کہ طالب علم اپنی عبادات کے مفہوم کو بہتر طور پر سمجھ سکتا ہے۔ جو سورتیں نماز میں روزانہ پڑھی جاتی ہیں، جب ان کا مفہوم معلوم ہو جائے تو عبادت کے ساتھ شعوری تعلق بھی پیدا ہوتا

ہے۔ اسی طرح دعاؤں، قرآن کی مختصر سورتوں اور عام قرآنی الفاظ کا مطلب سمجھنے سے طالب علم کے لیے دینی زندگی زیادہ بامعنی ہو سکتی ہے۔ یہ فائدہ اس وقت زیادہ نمایاں ہو گا جب تدریس رٹانے کے بجائے سمجھنے پر مبنی ہو۔

فہم قرآن اور مختلف شعبوں کے طلبہ

HEC کی پالیسی کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ قرآن فہمی کو صرف اسلامیات کے طلبہ تک محدود نہیں کیا گیا۔ جنرل ایجوکیشن کے حصے میں شامل ہونے کی وجہ سے مختلف شعبوں کے طلبہ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

HEC کے متعدد 2025ء کے نصابی دستاویزات میں Understanding of Holy Quran-I اور II کو عمومی تعلیم کا حصہ دکھایا گیا ہے۔ یہ پہلو اس پالیسی کو وسیع بناتا ہے۔ ایک ہی کلاس میں انجینئرنگ، کمپیوٹر، بزنس، سوشل سائنسز یا کسی اور شعبے کے طلبہ ہو سکتے ہیں۔ اس صورت میں استاد کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی گفتگو صرف اسلامیات کے طلبہ کی سطح کے مطابق نہ رکھے بلکہ ایسے انداز سے پڑھائے جسے ہر شعبے کا طالب علم سمجھ سکے۔ یہی وجہ ہے کہ فہم قرآن کی تدریس کے لیے سادہ زبان، مثالیں اور عملی انداز زیادہ مفید ہو سکتا ہے۔

یونیورسٹی کے تعلیمی ماحول پر اثرات

فہم قرآن کا اثر صرف ایک مضمون تک محدود نہیں ہونا چاہیے۔ یونیورسٹی کا مجموعی ماحول بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

مثلاً علمی دیانت، تحقیق میں نقل سے بچنا، اساتذہ کا احترام، اختلاف میں شائستگی، دوسروں کے حقوق کا خیال اور اجتماعی ذمہ داری ایسے موضوعات ہیں جو قرآن کی تعلیمات سے جڑے ہوئے ہیں۔

اگر طالب علم قرآن میں امانت اور سچائی کی تعلیم پڑھ کر اپنی اسائنمنٹ میں نقل کرنے سے بچے تو یہ قرآن فہمی کا عملی نتیجہ ہو گا۔ اگر طالب علم اختلاف کے باوجود دوسروں کی عزت کرے تو یہ بھی اسی تعلیم کا اثر ہو گا۔ اس لیے فہم قرآن کے فائدے کو صرف امتحانی نتائج سے نہیں ناپنا چاہیے۔ اس کے اثرات طالب علم کے رویے اور کردار میں بھی دیکھنے چاہییں۔

پالیسی کے نفاذ میں سامنے آنے والے مسائل

فہم قرآن کو نصاب میں شامل کرنا اہم قدم ہے، لیکن عملی طور پر کچھ مشکلات بھی سامنے آ سکتی ہیں۔

سب سے پہلی بات اساتذہ کی دستیابی اور مناسب تقسیم کی ہے۔ اگر ایک استاد کو بہت زیادہ کلاسیں دے دی جائیں تو قرآن فہمی کے کورس کو مطلوبہ وقت اور توجہ نہیں مل سکے گی۔

دوسری بات طلبہ کی تعداد ہے۔ بہت بڑے کلاس روم میں ہر طالب علم کو الفاظ اور جملوں کی مشق کرانا مشکل ہو سکتا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ مختلف طلبہ کی عربی سے واقفیت مختلف ہوتی ہے۔ کچھ طلبہ پہلے ہی عربی جانتے ہیں جبکہ بعض کے لیے بالکل ابتدا سے شروع کرنا پڑتا ہے۔

چوتھی بات تدریسی طریقے کی ہے۔ اگر کورس کو صرف امتحان پاس کرنے کا ذریعہ بنا دیا گیا تو پالیسی کا اصل مقصد کمزور پڑ جائے گا۔

پانچویں بات یہ ہے کہ ہر یونیورسٹی میں فہمِ قرآن کی تدریس کے لیے وسائل اور ماحول ایک جیسے نہیں۔ اس لیے یکساں پالیسی کے ساتھ مناسب تعلیمی سہولت بھی ضروری ہے۔

موجودہ نفاذ کی صورتِ حال

HEC کی تازہ سرکاری معلومات سے معلوم ہوتا ہے کہ فہمِ قرآن کی پالیسی کے نفاذ کے لیے ملک گیر سطح پر تربیتی کام کیا گیا ہے۔ اپریل 2026ء میں HEC نے بتایا کہ 267 فعال جامعات میں سے 229 جامعات کے اساتذہ تک تربیت پہنچائی جا چکی تھی۔ ان میں سے 190 جامعات کو بالمشافہ ورکشاپس کے ذریعے اور 39 کو آن لائن طریقے سے شامل کیا گیا۔[8]

پنجاب کے حوالے سے بھی پیش رفت نمایاں رہی۔ HEC کے مطابق پنجاب کی 97 جامعات میں سے 92 جامعات کے اساتذہ کو تربیت دی گئی۔[9]

یہ صورتِ حال ظاہر کرتی ہے کہ پالیسی کو عملی سطح پر آگے بڑھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاہم اب اگلا سوال یہ ہے کہ ان تربیتی سرگرمیوں کے بعد کلاس روم میں فہمِ قرآن کی تدریس کتنی مؤثر ہوئی ہے۔ اس پہلو پر مستقل تعلیمی جائزہ ضروری ہوگا۔

فہمِ قرآن کی پالیسی کے فوائد

فہمِ قرآن کی پالیسی کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ یونیورسٹی کے ایسے طلبہ بھی قرآن کے ساتھ دوبارہ علمی تعلق قائم کر سکتے ہیں جو اپنی تخصص کی وجہ سے اسلامیات سے دور ہو گئے تھے۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ قرآن کی تعلیم کو باقاعدہ نصاب میں جگہ ملی ہے۔ اس سے اسے ایک اضافی یا غیر ضروری سرگرمی سمجھنے کا رجحان کم ہو سکتا ہے۔

تیسرا فائدہ اخلاقی تربیت کا ہے۔ اگر قرآن کے پیغام کو زندگی سے جوڑ کر پڑھایا جائے تو طلبہ میں سچائی، امانت، انصاف اور ذمہ داری جیسے اوصاف مضبوط ہو سکتے ہیں۔

چوتھا فائدہ فکری تربیت ہے۔ قرآن غور و فکر اور تدبر کی دعوت دیتا ہے، اس لیے فہم قرآن نوجوانوں میں سوچنے کی صلاحیت کو بہتر بنانے میں مدد دے سکتا ہے۔

پانچواں فائدہ یہ ہے کہ مختلف شعبوں کے طلبہ ایک مشترکہ اخلاقی اور دینی بنیاد سے واقف ہوں گے۔ ایک ہی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے والے مختلف شعبوں کے طلبہ کے درمیان ایک مشترک قدر کا تعلق پیدا ہو سکتا ہے۔

چھٹا فائدہ مستقبل کی پیشہ ورانہ زندگی سے متعلق ہے۔ آج کا طالب علم کل ڈاکٹر، انجینئر، استاد، وکیل، افسر یا کاروباری شخص ہو گا۔ اگر اس کے اندر تعلیم کے ساتھ اخلاقی شعور بھی مضبوط ہو تو اس کا اثر اس کی پیشہ ورانہ زندگی پر پڑ سکتا ہے۔

پالیسی کا تنقیدی مطالعہ

اس پالیسی کے بارے میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس کی کامیابی کو صرف کورس کے اجرا سے نہیں پرکھا جا سکتا۔ ایک مضمون نصاب میں شامل ہو جانا پہلی منزل ہے، آخری نہیں۔

اگر طالب علم دو کریڈٹ مکمل کر لے لیکن قرآن کے بنیادی مفہوم سے واقف نہ ہو تو پالیسی کا مقصد پورا نہیں ہو گا۔ اس لیے اصل سوال یہ ہونا چاہیے کہ کورس ختم ہونے کے بعد طالب علم کیا سمجھنے کے قابل ہوا۔

اسی طرح اگر امتحان صرف رٹے ہوئے ترجمے سے لیا جائے تو طالب علم بھی یاد کرنے پر توجہ دے گا۔ اگر سوالات میں مفہوم، الفاظ، جملے اور عملی پہلو شامل ہوں تو سیکھنے کا انداز بھی بدل جائے گا۔ ایک اور بات یہ ہے کہ فہم قرآن کو نہ تو صرف عربی قواعد کا مضمون بنانا چاہیے اور نہ صرف روایتی وعظ کا۔ دونوں کے درمیان ایک متوازن طریقہ زیادہ مفید ہو گا۔ طالب علم زبان بھی سمجھے، آیت کا مفہوم بھی جانے اور اس کا پیغام اپنی زندگی سے بھی جوڑے۔

اسلامیات شعبہ جات کا کردار

اس پالیسی کے بعد جامعات کے اسلامیات شعبہ جات کی ذمہ داری پہلے کے مقابلے میں بڑھ گئی ہے۔ اب انہیں پوری یونیورسٹی کے مختلف شعبوں کے طلبہ کے لیے فہم قرآن کی تدریس کا اہتمام کرنا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ شعبے اپنے اساتذہ میں ذمہ داریاں مناسب طریقے سے تقسیم کریں۔ جو استاد فہم قرآن کا کورس پڑھائے اسے نصاب اور تدریسی طریقے کی مکمل تیاری ہونی چاہیے۔ اس کے ساتھ شعبہ اپنے تجربات بھی جمع کر سکتا ہے۔ کون سا طریقہ طلبہ کے لیے زیادہ مفید رہا، کہاں طلبہ کو مشکل پیش آئی، کن الفاظ کو سمجھنے میں زیادہ وقت لگا اور کون سی سرگرمی زیادہ مؤثر رہی، یہ سب چیزیں اگلے سمسٹر کی تدریس بہتر بنانے میں مددگار ہو سکتی ہیں۔

فہمِ قرآن اور ایک بہتر تعلیمی تصور

اعلیٰ تعلیم کا مقصد صرف روزگار حاصل کرنا نہیں۔ تعلیم انسان کے اندر سوچ، کردار اور ذمہ داری بھی پیدا کرتی ہے۔ اسی وجہ سے جدید یونیورسٹیوں میں بھی اقدار، اخلاق اور شہری ذمہ داری کے موضوعات کو اہمیت دی جاتی ہے۔

پاکستان کے تناظر میں قرآن فہمی اس کام کو ایک واضح دینی بنیاد فراہم کر سکتی ہے۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ قرآن کو طلبہ کی زندگی سے جوڑ کر پڑھایا جائے۔ اگر طالب علم قرآن سے یہ سیکھتا ہے کہ علم کے ساتھ امانت بھی ضروری ہے، اختلاف کے ساتھ احترام بھی ضروری ہے اور کامیابی کے ساتھ ذمہ داری بھی آتی ہے، تو تعلیم کے مقصد کو ایک وسیع معنی ملتا ہے۔

خلاصۂ بحث

پاکستان میں فہمِ قرآن کی یونیورسٹی سطح پر تدریس کوئی اچانک شروع ہونے والا عمل نہیں بلکہ دینی تعلیم کو اعلیٰ تعلیم کے نظام سے جوڑنے کی ایک مسلسل کوشش کا حصہ ہے۔ 2023ء کے غیر کریڈٹ انتظام کے بعد 2025ء میں HEC نے دو باقاعدہ کریڈٹ کورس متعارف کرا کے اس کوشش کو زیادہ واضح تعلیمی شکل دی۔

ان کورسز میں قرآن کے بنیادی الفاظ اور جملوں کو سمجھنے پر توجہ دی گئی ہے تاکہ طالب علم صرف ترجمہ سننے کے بجائے کچھ حد تک خود قرآن کو سمجھنے کی صلاحیت حاصل کرے۔ HEC نے اس مقصد کے لیے ماڈل کورس اور معاون تدریسی مواد بھی فراہم کیا ہے۔ اس پالیسی کا ایک اہم پہلو اساتذہ کی تربیت ہے۔ 2025ء سے 2026ء تک HEC اور NAHE نے مختلف علاقوں میں تربیتی پروگرام منعقد کیے اور اپریل 2026ء تک 229 جامعات تک فیکلٹی تربیت پہنچنے کی اطلاع دی۔ فہمِ قرآن کی اصل افادیت اس وقت سامنے آئے گی جب طالب علم قرآن کو صرف امتحان کے مضمون کے طور پر نہیں بلکہ زندگی کی رہنمائی کی کتاب کے طور پر دیکھنے لگے۔ اس کے لیے تدریس میں سادگی، سمجھ، سوال و جواب، مشق اور عملی زندگی سے تعلق ضروری ہے۔

اس پالیسی کی اہمیت صرف اس لیے نہیں کہ قرآن اب یونیورسٹی کے نصاب میں شامل ہوا ہے، بلکہ اس لیے بھی ہے کہ مختلف شعبوں میں تعلیم حاصل کرنے والے نوجوانوں کو قرآن کے ساتھ ایک سنجیدہ اور علمی تعلق پیدا کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ اگر اس موقع کو صحیح تدریسی طریقے سے استعمال کیا گیا تو اس کے اثرات طلبہ کی علمی، اخلاقی اور معاشرتی زندگی میں دیرپا ہو سکتے ہیں۔

نتائج

1۔ پاکستان کی جامعات میں فہم قرآن کو باقاعدہ تعلیمی نظام کا حصہ بنانے کے لیے HEC نے 2025ء میں اہم پالیسی متعارف کرائی۔

2۔ موجودہ پالیسی کے تحت Understanding of Holy Quran-I اور Understanding of Holy Quran-II کے دو ایک ایک کریڈٹ آور کے کورس شامل کیے گئے ہیں۔

3۔ یہ کورس مسلم طلبہ کے لیے انڈر گریجویٹ اور گریجویٹ پروگراموں میں جنرل ایجوکیشن کے حصے کے طور پر شامل کیے گئے ہیں۔

4۔ 2025ء کی پالیسی نے 2023ء کے غیر کریڈٹ کورس کے طریقے کو بدل کر قرآن فہمی کو باقاعدہ کریڈٹ کورس کی حیثیت دی۔

5۔ HEC کے ماڈل کورس میں قرآن کے بنیادی الفاظ، تراکیب اور جملوں کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرنے پر توجہ دی گئی ہے۔

6۔ فہم قرآن کی پالیسی کے نفاذ کے لیے HEC اور NAHE نے ملک کے مختلف حصوں میں اساتذہ کی تربیت کا سلسلہ شروع کیا۔

7۔ اپریل 2026ء تک HEC کے مطابق 267 فعال جامعات میں سے 229 جامعات کے اساتذہ کو فہم قرآن کی تربیت فراہم کی جا چکی تھی۔

8۔ فہم قرآن کی تعلیم طلبہ کی دینی معلومات کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور فکری تربیت میں بھی مددگار ہو سکتی ہے۔

9۔ اس پالیسی کی کامیابی کا اصل معیار صرف کورس کا مکمل ہونا نہیں بلکہ طلبہ میں قرآن کے بنیادی مفہوم کو سمجھنے کی حقیقی صلاحیت پیدا ہونا ہے۔

10۔ قرآن فہمی کی مؤثر تدریس کے لیے تربیت یافتہ اساتذہ، مناسب تدریسی طریقہ، عملی مشق اور طلبہ کے سوالات کو اہمیت دینا ضروری ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1۔ Higher Education Commission, Government of Pakistan, “Fehm-e-Quran Faculty Training Programs: Introduction and Policy Background.” کے مطابق HEC 2025ء میں تمام HEC-recognized universities اور degree-awarding institutions کو مسلم طلبہ کے لیے Understanding of Holy Quran-I اور Understanding of Holy Quran-II، ہر ایک 1 credit hour (1-0)، انڈر گریجویٹ اور گریجویٹ پروگراموں میں شامل کرنے کی ہدایت دی گئی۔

2۔ القرآن الکریم، سورۃ ص، 38:29۔

3۔ القرآن الکریم، سورۃ محمد، 47:24۔

4۔ Higher Education Commission, Government of Pakistan, “Fehm-e-Quran Faculty Training Programs: Program Structure.” اس میں فہم قرآن کے دونوں کورسز کو جنرل ایجوکیشن کا حصہ قرار دیتے ہوئے کریڈٹ آورز کی تفصیل دی گئی ہے۔

5۔ Higher Education Commission, Government of Pakistan, “Model Course Outline for the Course Understanding of Quran-I.” کورس میں بنیادی قرآنی الفاظ، تراکیب، جملوں اور قرآن فہمی کی ابتدائی لسانی صلاحیت پیدا کرنے کے مقاصد بیان کیے گئے ہیں۔

6۔ Higher Education Commission, Government of Pakistan, “HEC Trains Arabic, Islamic Studies Faculty on Mandatory Fehm-Ul-Quran Course,” 5 November 2025۔

7۔ Higher Education Commission, Government of Pakistan, “HEC Successfully Completes Nationwide Faculty Training for Fehm-e-Quran Initiative,” 3 April 2026۔ HEC کے مطابق 267 فعال جامعات میں سے 229 جامعات، یعنی 85.7 فیصد، فیکلٹی تربیت کے دائرے میں آئیں، جبکہ پنجاب کی 97 میں سے 92 جامعات شامل ہوئیں۔

8۔ القرآن الکریم، سورۃ النحل، 16:90۔

9۔ Higher Education Commission, Government of Pakistan, “Curriculum Revision: General Education Courses” اور 2025–26 کے متعلقہ نصابی دستاویزات، جن میں Understanding of Holy Quran-I اور Understanding of Holy Quran-II کو جنرل ایجوکیشن کا حصہ دکھایا گیا ہے۔